حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدید مفاہیم اوران کا جائزہ

*راشد منیر

**ڈاکٹر امان اللہ بھٹی

The Holy Quran Occupies the foremost status among the sources of Shariah, while the sayings and deeds of the Holy Prophet (SAW) are regarded as the secondary source. Despite being aware of this universally accepted status of the Holy Quran and the Hadith of the Prophet(SAW) there have always been such individuals in the Muslim societies as have been making the Hadith of the Holy Prophet (SAW) dubious in the quise of renewal and revival, which was,in fact, a bind of degradation of and denial to the Hadith.New meanings of the Hadith ar e also a form of degradation of the Hadith, and degradation of Hadith means to consider the Hadith of the Holy Prophet (SAW) doubtful from any point of view interpreting the meanings of the Hadith wrongly, falsifying the certified authentic Hadith, and forming the principles to change Hadith and denying some other according one's own will and against the method and principles of the "Pious Imam's ''accepted some Hadith and denying some other according to one,s own will are the forms which are being adopted to degrade the status and value of the Hadith of the Holy Prophet(SAW) now - a - days. The person interpreting the Hadith according to the new meanings neither deny the Hadith openly nor accept the authenticity of the Hadith, anyhow they adopt such a style as paves the way to deny the Hadith this group of revivalist tries to delude their followers by saying that they accept the Hadith as universal reality.Even they are seen criticizing the concept of Hadith of the denies and the Orientalists, but the guise of words they do the same as is required to the opponent of the Hadith The people of such point of view, despite accepting the Hadith openly elucidate and interpret it in such a way as is against the common muslims and the 'Imams of the Hadith'.They consider it right to change and cancel the Sunnah of the Holy Prophet(SAW) according to the circumstances of the day in order to prove that the Sunnah is evolutionary. In fact this modern educated group considers that only rational interpretation is the basics of arguments according to scholastic philosophy and the degradation of and denial to the Hadith of the Holy Prophet(SAW)is the very result of this rationalism. Another trick worth paying attention of this group is that they try to obstruct that universally accepted meaning of the Hadith and Sunnah which has been accepted from the very beginning of Islam and they do this in order to prove difference and distance between the Hadith and the Sunnah of the Holy Prophet (SAW).

اسلام میں حدیث وسنت کا مقام بہت اعلیٰ وارفع ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ہم حضور کے اقوال وافعال

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

**ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسلامیہ کالج، ریلوے روڈ، لاہور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

سے بے اعتنائی کر کے کبھی صراطِ مستقیم پر گامزن نہیں رہ سکتے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا وہ سب کچھ قرآن پاک کی ہدایات کے عین مطابق ہے۔ اگر ہم حدیث وسنت کو یہ کہہ نظر انداز کر دیں کہ ہمارے لیے قرآن کی ہدایات کے ہوتے ہوئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں تو یہ سخت غلطی اور سراسر گمراہی کا موجب ہوگی۔

کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور قرآن کی تعلیمات باہم ایک ہیں ایک دوسرے سے متضاد نہیں بلکہ دونوں کی تعلیمات اور ہدایات حقیقت میں ایک ہی ہیں اس لیے حدیث وسنت کو قرآن سے کبھی جدا نہیں کیا جا سکتا۔

شریعت کے مآخذ میں قرآن پاک کو اولین حیثیت حاصل ہے کیونکہ پہلا بنیادی مصدر اور اصول کتاب الٰہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بتدریج آیات کی صورت میں نازل ہوا جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال اور اوامر ونواہی کو اصولِ ثانی یا مصدر ثانی کی حیثیت اسلامی شریعت میں حاصل ہے اس لیے تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ اسلام بنیادی طور پر ان دو اصولوں پر قائم ہے اور جب تک ان دونوں پر بیک وقت ایمان نہ لایا جائے اس وقت تک کسی کا ایمان مکمل اور درست تصور نہیں ہوگا۔

اہلِ اسلام کا یہ ایمان و یقین ہے کہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن پاک کی وضاحت کرنے والی ہے یعنی اس کے بیان اور تفسیر کی حیثیت رکھتی ہے گویا کہ یہ دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں بلکہ قرآن کی طرح حدیث بھی اس لحاظ سے من جانب اللہ ہے اور ان میں سے کسی ایک کا انکار دوسرے کے انکار کے مترادف ہے۔ قرآن پاک ایک عملی کتاب ہے اور اس کے احکامات پر کما حقہ عمل نہیں کیا جا سکتا جب تک ان کی تفصیلات کا علم نہ ہو اور ان احکامات کی تفصیل حدیث وسنت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

جیسا کہ صاحبِ موافقات نے سنت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے لکھا ہے:

"السنۃ راجعۃ فی معناھا الی الکتاب فھی تفصیل مجملہ و بیان مشکلہ وبسط مختصرہ.[۱]

خالقِ کائنات نے ہمیں قرآن کی صورت میں ایک مکمل ضابطۂ حیات دیا ہے تو جب تک اس مکمل دستور کی مناسب توضیح وتشریح نہ کی جائے تب تک اللہ کی مرضی پر عمل کرنا ممکن نہیں ہوگا تو وہ وضاحت ہر ایک کے بس کی بات نہیں اس کا حق صرف وہی رکھتا اور صرف وہی اس کا اہل ہوسکتا ہے جو کلام سے بخوبی واقف ہو اور صاحب کلام کے مقتضیات اس کے مفاہیم اور اسرار ورموز کو سمجھتا ہو کیونکہ خالقِ کائنات نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

وسلم پر صرف نزولِ قرآن ہی نہیں کیا بلکہ اس ابدی دستور اور اس کے تمام قوانین کی وضاحت اور صراحت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سکھا دی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے افراد کو اللہ تعالیٰ کے قوانین کو سمجھنے میں اور ان پر عمل پیرا ہونے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

قرآن و حدیث کی اس مسلمہ حیثیت سے بخوبی واقف ہونے اور انھیں شریعت کے بنیادی ماٗخذ سمجھنے کے باوجود مسلم معاشروں کی بدبختی ہے کہ ان کے اندر ہر دور میں کچھ ایسے افراد اور گروہ موجود رہے جنھوں نے بظاہر تجدید اور احیاءِ دین کے نام پر مختلف انداز میں تجدد پسندی کو فروغ دیا اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسے شریعت میں ایک بنیادی ماٗخذ کی حیثیت حاصل ہے اسے مشکوک باور کرانے کے لیے نت نئے مفاہیم پیش کرتے ہوئے حدیث کے استخفاف کا ارتکاب کیا جو دراصل انکارِ حدیث کا ایک انداز ہے جسے تجدید کے لبادے میں پیش کیا گیا ہے۔

حدیثِ نبوی کے حوالے سے جدید مفاہیم بھی استخفاف کی ایک صورت ہیں اور استخفافِ حدیث سے مراد احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی لحاظ سے بھی مشکوک تصور کرنا یا بنانا ہے، احادیث کے معنی و مفہوم میں غلط تاٗویلات پیش کرنا، مستند احادیث کو کسی بھی انداز سے تسلیم نہ کرنا اور ائمہ سلف کے طریقہ اور اصولوں کے منافی اپنی مرضی سے احادیث کو ردّ و قبول کے اصول وضع کرنا یا اپنی خواہش کے مطابق کسی حدیث کو قبول کرنا اور کسی کو نہ کرنا یہ اور اس قسم کے تمام انداز دراصل حدیث نبوی کے مقام و مرتبہ کو گھٹانے کی مختلف صورتیں ہیں جو عصر حاضر میں اختیار کی جا رہی ہیں۔

عصرِ حاضر کے متجددینِ حدیث کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ کھلے الفاظ میں احادیث کا انکار بھی نہیں کرتے اور حجیت حدیث کو تسلیم کرنے کے لیے بھی تیار نہیں۔ البتہ اُسلوب ایسا اختیار کرتے ہیں جس سے انکار حدیث کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر فضل الرحمٰن جو ایک عرصہ تک ادارہ ''تحقیقاتِ اسلامی'' اسلام آباد کے ڈائریکٹر رہے اور اسی دوران حدیث و سنت کے متعلق اپنے خیالات سے سہ ماہی ''فکر و نظر'' کے اوراق کو زینت بخشتے رہے۔

احادیث کے متعلق ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو سو سال بعد کی پیداوار ہیں جبکہ سنت کی انہوں نے دو اقسام وضع فرمائی ہیں ایک سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسری سنتِ جاریہ (مسلمانوں کا عام رواج) ہے جسے وہ زندہ سنت کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

احادیث نبویہ اور ان کی اسناد کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''احادیث کا بیشتر حصہ درحقیقت قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی سنتِ جاریہ ہے دوسرے لفظوں میں یہ کہیے کہ زمانہ ماسبق کی زندہ اور جاری سنت، حدیث کے آئینہ میں عکسی پذیر ہوئی مگر اس فرق کے ساتھ کہ اس میں راویوں کے سلسلہ اسناد کا اضافہ ہو گیا ہے۔''[۲]

مذکورہ اقتباس سے حدیث کے بارہ میں ڈاکٹر صاحب کی سوچ کچھ یوں سامنے آتی ہے کہ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زیادہ حصہ ابتدائی صدیوں کی اختراع ہے یعنی محدثین کرام کی ساری جدوجہد کو جوانہوں نے احادیث کو اخذ کرنے میں کی اور تمام احتیاطیں جوانہوں نے احادیث کیلئے اختیار کیں۔ موصوف نے سب کو یہ کہہ کر خاک میں ملا دیا کہ تمام احادیث ان کی اپنی وضع کردہ ہیں جن کو انہوں نے اپنی مرضی سے حدیث کے آئینہ میں ڈھال کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کر دیا بلکہ محدثین پر دوہرا الزام لگانے کی جسارت کر رہے ہیں کہ انہوں نے صرف احادیث ہی وضع نہیں کیں بلکہ حدیث کے رواۃ کا ایک سلسلہ بھی اپنی جانب سے تیار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دیا۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے اسی نقطۂ نظر کو ایک دوسری جگہ اس طرح بیان کیا ہے:

''دوسری صدی کی تصانیف کا سلسلہ روایت صحابہ، تابعین اور تبع تابعین پر ختم ہو جاتا تھا لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا حدیث کی تحریک نے داخلی تقاضے سے مجبور ہو کر سلسلہ روایت پیچھے ہٹاتے ہٹاتے ذاتِ رسالت مآب تک پہنچا دیا''[۳]

حالانکہ محدثین کا طریق کار یہ تھا کہ وہ ایک سند کی خاطر دور دراز کا سفر طے کرتے اور جب تک یقین نہ ہو جاتا سلسلہ سند آگے نہ بڑھاتے بلکہ وہ اسناد کو دین کا حصہ تصور کرتے تھے جیسا کہ عبداللہ بن مبارک کا قول ہے:

''الاسناد من الدين ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء''[۴]

یہاں صاحبِ مضمون نے یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ قرونِ اولیٰ میں باقاعدہ ایک تحریک کی شکل میں احادیث کو وضع کیا گیا گویا کہ ائمہ حدیث کا مشن ہی یہ تھا کہ احادیث گھڑی جاتیں اور وہ اس کام کے لیے ایک دوسرے کو ترغیب اور تحریک دیا کرتے تھے۔ پھر وہ مجبور ہو کر ان خود ساختہ روایات کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ملاتے تھے۔

ایک جگہ ڈاکٹر صاحب امام شافعیؒ کو زیرِ عتاب لاتے ہوئے رقمطراز ہیں:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''(تحریک حدیث) جس کا ایک اہم سنگ میل فقہ اور فقہی حدیث کے دائرہ میں امام شافعیؒ کی علمی جدوجہد تھی' اپنی فطرت کے اعتبار سے اس امر کی بھی متقاضی تھی کہ حدیث میں مسلسل توسیع ہوتی رہے اور نئے حالات کے رونما ہوتے ہی تازہ مسائل سے نمٹنے کے لیے خواہ ان کی نوعیت معاشرتی ہو یا اخلاقی ہو یا مذہبی نئی احادیث منظر عام پر آتی جائیں''۔۵

امام شافعیؒ اور دیگر محدثین کے کارناموں کا استہزاء کرتے ہوئے ان کو تنقید کا نشانہ اس لیے بنایا گیا ہے تا کہ یہ ثابت کیا جائے کہ ان کا یہی کام تھا کہ جب ضرورت پیش آتی نئے حالات کا تقاضا ہوتا یا کوئی نیا معاملہ پیش آتا تو وہ کوئی نہ کوئی حدیث منظر عام پر لے آتے تو اس طرح لگا تار احادیث میں اضافہ ہوتا رہا اور ذخیرۂ حدیث میں وسعت آتی چلی گئی۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ محدثینِ کرام اس حدیث نبوی سے واقف نہ تھے کہ جس میں یہ وعید سنائی گئی ہے کہ

((من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار))٦

مذکورہ حدیث کو شیخ البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔٦(الف)

چنانچہ وہ ایک دوسرے مقام پر اپنے مؤقف کی تائید اس طرح حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

''قدماء محدثین خود تسلیم کرتے ہیں کہ اخلاقی امثال، پند و نصائح اور جوامع الکلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کر دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھا گیا۔ خواہ اس کا انتساب تاریخی حیثیت سے درست ہو یا نا درست' البتہ فقہ و عقائد کی احادیث کے متعلق سلسلہ روایت کا پوری صحت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچانا ضروری خیال کیا جاتا تھا''۔۷

قابل غور بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے پند و نصائح اور اخلاقی امثلہ پر مبنی احادیث کو تو اس لیے نا قابلِ اعتبار ٹھہرا دیا کہ بقول ان کے خود محدثین اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں اور جہاں تک دوسری قسم کی احادیث کا تعلق ہے تو ان کو موصوف اس لیے تسلیم نہیں کرتے کہ وہ ان کے خیال کے مطابق قرونِ اولیٰ یعنی بعد کے دور کی پیداوار ہیں۔ حالانکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو حدیث مبارکہ دوسروں تک پہنچانے کی ترغیب دینے کے لئے خوشخبری سنایا کرتے تھے۔

''نضر الله عبدا سمع مقالتی فوعاها ثم أداها الى من لم يسمعها'' ۸

صاحبِ مضمون نے اپنے مذکورہ مضمون میں صرف احادیث کو ہی ہدفِ تنقید نہیں بنایا بلکہ وہ امتِ مسلمہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کے دیگر مسلمہ عقائد کو بھی اپنی کڑی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''دوسری صدی کے وسط تک زمانہ مابعد کے پیدا کردہ اکثر مذہبی عقائد اور فقہی آراء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیے جانے لگے'' ۹

حالانکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے پیش نظر

﴿اِنۡ جَآءَ کُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا﴾ ۱۰۔

ہر معاملہ میں خوب تحقیق کرنے کا حکم دیا اور پھر صحابہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کسی حدیث یا عمل کو بغیر تحقیق کے کبھی نہیں بیان کیا۔ حدیث کو قبول کرنے میں تحقیق و تفتیش سے کام لینے والوں میں سرفہرست نام جس شخصیت کا ہے وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں، جن کے متعلق امام ذہبیؒ لکھتے ہیں:

''آپؓ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے قبولِ روایت میں احتیاط کو ملحوظ رکھا۔'' ۱۱

نیز امام ذہبیؒ حضرت عمرؓ کے بارہ میں یوں رقم طراز ہیں:

''روایت حدیث کے بارہ میں آپؓ نے محدثین کے لئے تحقیق و تثبت کا طریقہ جاری کیا اگر کبھی آپ کو صحت حدیث میں تردد ہوتا تو جب تک اطمینان نہ کر لیتے اس کو قبول کرنے میں توقف فرماتے۔'' ۱۲

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے ہم معروف عالم دین مولانا امین احسن اصلاحی کے مؤقف کا جائزہ لیتے ہیں جو حدیث کا خاص مفہوم پیش کرتے ہیں اور حجیتِ حدیث کو تسلیم کے لیے تیار نہیں بلکہ وہ حجیت کے حوالے سے حدیث وسنت میں اس انداز سے تفریق کرتے ہیں:

''حدیث اور سنت کو لوگ عام طور پر بالکل ہم معنی سمجھتے ہیں یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ حدیث اور سنت میں آسمان و زمین کا فرق اور دین میں دونوں کا مرتبہ و مقام الگ الگ ہے۔ ان کو ہم معنی سمجھنے سے بڑی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ فہمِ حدیث کے نقطۂ نظر سے دونوں کے فرق کو واضح طور پر سمجھنا ضروری ہے۔ ۱۳

اس ضمن میں جناب اصلاحی صاحب کا یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد دکھائی دیتا ہے کہ حدیث اور سنت میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور دین میں دونوں کا مقام و مرتبہ الگ الگ ہے بلکہ جن ائمہ سلف کی تحریروں سے حدیث وسنت میں کسی قدر اختلاف کا اظہار ہوتا ہے وہ بھی اصلاحی صاحب کی طرح حدیث وسنت میں زمین و آسمان کا فرق قرار نہیں دیتے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

چنانچہ شاہ ولی اللہ نے امام شافعیؒ کا قول نقل کیا ہے:

"الأصل قرآن و سنة فإن لم يكن فقياس عليهما وإذا اتصل الحديث عن رسول الله و صح الإسناد منه فهو سنة" [۱۴]

اس میں انہوں نے حدیث وسنت میں اصلاحی صاحب کی طرح زمین وآسمان کا فرق قرار نہیں دیا بلکہ صحیح حدیث کو بھی سنت کہا ہے۔ جبکہ دیگر محدثین اور فقہاء نے حدیث وسنت کو باہم ایک معنی میں استعمال کیا ہے۔

جیسا کہ الجزائری لکھتے ہیں:

"أما السنة فتطلق على الأكثر على ما أضيف الى النبي صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من قول أو فعل أو تقرير فهي مرادفة للحديث عند علماء الأصول" [۱۵]

اصلاحی صاحب محدثین کے ہاں "حدیث" کی تعریف بیان کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:

"محدثین حدیث کو "خبر" کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور "خبر" کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ "الخبر يحتمل الصدق والكذب" (خبر صدق وکذب دونوں کا احتمال رکھتی ہے)

یعنی علمائے فن کے نزدیک خبر میں صدق وکذب دونوں کا احتمال پایا جاتا ہے اسی بنیاد پر وہ احادیث کو ظنی بھی کہتے ہیں۔ [۱۶]

یہاں پر مولانا اصلاحی نے حدیث کو خبر سے تعبیر کرتے ہوئے محتمل الصدق والکذب قرار دیا ہے جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ فنِ حدیث کے علماء کے نزدیک خبر حدیث کا مترادف ہے یعنی اس کے معنی میں استعمال ہوتی ہے چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ ان دونوں کے متعلق بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"الخبر عند علماء هذا الفن مرادف للحديث وقيل الحديث ما جاء عن رسول الله والخبر ما جاء عن غيره ومن ثم قيل لمن يشتغل بالتواريخ ما شاكلها الاخباری ولمن يشتغل بالسنة النبوية المحدث" [۱۷]

اس فن کے علماء کے نزدیک خبر اور حدیث مترادف ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حدیث تو صرف وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حاصل ہو اور خبر وہ ہے جو آپ کے علاوہ (صحابی وغیرہ) سے حاصل ہو اسی وجہ سے تواریخ میں مشغول رہنے والے کو اخباری اور سنتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں مشغول رہنے والے کو محدث کہا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جاتا ہے۔

اس ضمن میں یہ فرق بھی ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے کہ عام دنیوی خبر اور وہ خبر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منقول ہو جسے حدیث کہتے ہیں بڑا نمایاں فرق ہے کہ عام خبر میں مخبر کی سماعت کے سلسلہ میں اسنادی لحاظ سے کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا جبکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا وہ خبر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی قول فعل یا سیرت کے بارہ میں ہو اور جس کے مخبر بھی نہایت قابلِ اعتماد ہوں تو ایسی خبر ہر لحاظ سے یقینی اور مبنی برصدق ہی ہوگی اس میں صدق کے ساتھ کذب کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ جب کسی خبر کی باقاعدہ تحقیق ہو چکی تو اب وہ خبر ہر لحاظ سے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہلانے کی حقدار ہے۔

اس کی مثال حضرت ابوسعید خدریؓ کی وہ مشہور روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے، وہ فرماتے ہیں:

> ''میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا کہ ابوموسیٰ اشعری آئے کہنے لگے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے تین بار اجازت طلب کی، اجازت نہ ملنے پر میں واپس لوٹ آیا انہوں نے مجھ سے کہا کہ تجھے کس چیز نے منع کیا میں نے جواب میں حدیث پیش کی تو انہوں نے کہا ثبوت لاؤ۔ کیا تم میں کوئی ہے جس نے تین مرتبہ اجازت طلب کرنے کی حدیث حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو تو ابوسعید خدریؓ نے حضرت عمرؓ کو خبر دی۔''۱۸

چنانچہ یہ واضح ہوا کہ اصلاحی صاحب نے محدثین کے حوالے سے جس خبر کو متحمل بالکذب والصدق قرار دیا ہے وہ دراصل عام خبر ہے جبکہ حدیث اور خبر کے درمیان عموم وخصوص کا فرق ہے کیونکہ ہر خبر کا حدیث ہونا لازم نہیں جبکہ ہر حدیث کو خبر یا خبرِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اصلاحی صاحب خبرِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی صدق کے ساتھ کذب کے احتمال کے قائل ہیں جس کا نتیجہ یقینی طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام ذخیرۂ حدیث مشتبہ اور ناقابلِ اعتبار ٹھہرتا ہے اور یہی چیز جدید مفاہیم کے زمرے میں آتی ہے۔

مولانا اصلاحی اپنے اس مخصوص نظریہ کی بناء پر احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظنی بھی کہتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں بعض فقہاء اور محدثین نے قرآن کے مقابلہ میں حدیث کو ظنی ماخذ کہا ہے لیکن ''حدیث'' کو ظنی قرار دینے سے ان کا مطلب یہ قطعاً نہیں کہ حدیث کی صحت مشکوک ہوتی ہے یا اس میں صدق وکذب کا احتمال بھی ہوتا ہے بلکہ اس غلط فہمی کا شکار دراصل وہ لوگ ہیں جو ''ظن'' کی حقیقت سے ناواقف ہیں کیونکہ ظن کے کئی معانی ہیں اور مختلف مقام پر اس کے مختلف معنی مراد لیے جاتے ہیں۔ مثلاً بعض دفعہ ''ظن'' علم ویقین کے معنی میں آتا ہے بعض جگہ غالب گمان کے مفہوم میں اور بعض جگہ وہم اور شک وشبہ کے مفہوم میں بھی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مستعمل ہوتا ہے۔

جیسا کہ قرآن میں ظن بمعنی یقین متعدد مقامات پر استعمال ہوا ہے جس کی مثال یہ ہے ﴿الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ﴾۱۹

اگر ظن غالب گمان کے معنی میں مستعمل ہو تو بعض دفعہ اس پر اعتبار کرنا بہتر ہوتا ہے بلکہ بعض حالات میں تو واجب اور ضروری قرار پاتا ہے جیسے کہ مندرجہ ذیل آیت میں یہ مفہوم پایا جاتا ہے۔ ﴿لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا﴾۲۰

اس آیت میں اہل ایمان کو تلقین کی جا رہی ہے کہ انہوں نے حسن ظن سے کیوں نہ کام لیا کیونکہ زیادہ قرائن وشواہد اسی بات کے حق میں تھے حسنِ ظن بمعنی شک کی مثال یہ ہے کہ

﴿وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَ مَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا﴾۲۱

اس آیت میں یہود کے بارہ میں یہ کہا جا رہا ہے کہ عیسیٰؑ کے قتل کے بارہ میں ان کی آراء کی بنیاد شک پر ہے یقین پر نہیں۔ ظن کی حقیقت کے بارہ میں امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں کہ ''الظن اسم لما یحصل عن امارۃ و متی قویت أدت الی العلم و متی ضعفت جدا لم یتجاوز حدا لتوھم''۲۲

یعنی جو شے قرائن سے حاصل ہو اسے ظن کہا جاتا ہے اگر یہ قرائن قوی و معتبر ہوں تو ظن کی سرحد علم یقین سے مل جاتی ہے اور اگر یہ بہت زیادہ کمزور ہوں تو پھر انتہائی درجہ وہم ہے۔

دراصل اصلاحی صاحب کے نقطۂ نظر کے حامل افراد نے 'ظن' جیسی علمی اصطلاح کو نہایت چابکدستی سے حدیث کے خلاف استعمال کرتے ہوئے حدیث کی عظمت اور اہمیت گھٹانے کے لیے عام لوگوں میں یہ شبہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ احادیث ظنی ہیں اور 'ظن' کو اسلام میں ناپسند کیا گیا ہے جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ حدیث کے بارہ میں اصلاحی صاحب کے رویے پر ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب نے نہایت جامع تبصرہ کیا ہے:

> ''مولانا امین احسن اصلاحی حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصولِ حدیث کے حوالے سے محدثین کی کردہ کوششوں کو آنکھیں بند کر کے تسلیم کرنے والے بھی نہ تھے لیکن منکرینِ حدیث کی طرح کھل کر اصولِ حدیث کا رد بھی نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی اصولِ حدیث واخبارِ آحاد کی تعریف کرتے نظر آتے ہیں اور کبھی مشہور اور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

متواتر احادیث کا انکار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔'' ۲۳

جاوید احمد غامدی جن کا یہ کہنا ہے کہ انھوں نے جو کچھ سیکھا اپنے استادِ محترم مولانا امین احسن اصلاحی سے سیکھا۔ انھوں نے اپنی کتاب ''میزان'' کے اندر مبادی تدبر حدیث کے عنوان کے تحت حدیث کے بارہ میں اپنا موقف اس انداز میں بیان کیا ہے:

> ''حدیث کے بارہ میں دو باتیں ایسی واضح ہیں کہ کوئی صاحبِ علم انہیں ماننے سے انکار نہیں کرسکتا، ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی حفاظت اور تبلیغ و اشاعت کے لئے کبھی کوئی اہتمام نہیں کیا۔ دوسری یہ کہ ان سے جو علم حاصل ہوتا ہے، وہ کبھی علم یقین کے درجے تک نہیں پہنچتا۔ حدیث کے متعلق یہی دو حقائق ہیں جن کی بنا پر یہ ماننا تو ناگزیر ہے کہ اس سے دین میں کسی عقیدہ و عمل کا کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔'' ۲۴

موصوف نے صحابہ کرام اور ان محدثین عظام کی تمام کاوشوں اور محنت کو بیک قلم رائیگاں اور فضول قرار دے دیا جنہوں نے اپنی تمام زندگی حدیث وسنت کی حفاظت اور انہیں ہر قسم کی آمیزش سے پاک رکھنے کے لئے صرف کیں نیز اس مقصد کے لئے بے شمار علوم متعارف کروائے اور ہزاروں کتب تصنیف کیں لیکن غامدی صاحب نے یہ فتویٰ صادر فرماتے ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہ کی کہ حدیث کی وجہ سے دین میں کسی عقیدہ و عمل کا اضافہ نہیں ہوتا۔ اگر ان کی یہ بات درست تسلیم کر لی جائے تو شرعی احکامات مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کی تفصیلات جو حدیث ہی کی مرہونِ منت ہیں کبھی ہمیں معلوم نہ ہوسکتیں اور اس طرح دین کا سارا نظام مشکوک اور درہم برہم ہوجاتا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ غامدی صاحب ہر اس چیز کو قبول کرتے ہیں جو عقل کے منافی نہ ہو اور اسے فطرت وعقل کی تائید حاصل ہو چنانچہ حدیث کے بارہ میں بھی وہ ایک دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

> ''حدیث ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول وفعل اور تقریر وتصویب کی وہ روایت ہے جو زیادہ تر اخبار آحاد کے طریقے سے ہم کو ملی ہے اس کے متعلق ہماری رائے یہ ہے کہ یہ اگر قرآن مجید، سنتِ ثابتہ اور عقل وفطرت کی اساس پر قائم ہو اور کسی پہلو سے ان کے منافی نہ ہو اور قابلِ اعتماد ذرائع سے ہم تک پہنچے تو اس کی حجیت بھی ایک مسلم حقیقت ہے۔'' ۲۵

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس اقتباس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک تمام احادیث آحاد کا درجہ رکھتی ہیں دوسری بات یہ ہے کہ وہ صرف ایسی حدیث کو قبول کرتے ہیں جو عقل اور فطرت کے خلاف نہ ہو حالانکہ اس بات کا امکان موجود ہے کہ ایک حدیث کو موصوف کی عقل تسلیم نہ کرے اور اسی حدیث کو کسی دوسرے کی عقل تسلیم کرتی ہو اب کس کی عقل کو ترجیح دی جائے گی؟ اور جہاں تک حدیث کا قرآن سے متعارض ہونا ہے تو یہ بات ممکن ہی نہیں کہ کوئی حدیث صحیح ہو اور قرآن کے منافی بھی ہو البتہ یہ ممکن ہے کہ وہ ہماری ناقص عقل میں جگہ نہ پاسکے اپنے اسی مؤقف کو غامدی صاحب نے میزان کے اندر کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

''حدیث کے سمجھنے میں یہ بات ملحوظ رکھی جائے کہ عقل و نقل میں ہرگز کوئی اختلاف نہیں ہوسکتا، دین کی بنیاد ہی علم و عقل کے مسلمات پر قائم ہے۔لہذا کوئی چیز اگر ان مسلمات سے مختلف نظر آتی ہے تو اس پر بار بار غور کرنا چاہئے۔'' ۲۶

صاحبِ میزان نے اپنی کتاب میں حدیث کو رد و قبول کے چند اصول ذکر کئے ہیں ان کے متعلق وہ لکھتے ہیں:

''صرف وہی روایتیں قابلِ اعتماد سمجھی جائیں جو اس پر ہر لحاظ سے پوری اترتی ہوں۔ ان کے علاوہ کسی چیز کو بھی خواہ وہ حدیث کی امہاتِ کتب، بخاری و مسلم اور مؤطا امام مالک ہی میں کیوں نہ بیان ہوئی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے ہرگز کوئی اہمیت نہ دی جائے''۔ ۲۷

موصوف کے نزدیک بخاری و مسلم کی جو حیثیت ہے وہ واضح ہوچکی کہ ائمہ حدیث اور علماءِ اصول کی ان کے ہاں کوئی وقعت نہیں البتہ غامدی صاحب کے اپنے خود ساختہ حدیث کو جانچنے کے لئے جو اصول ہیں وہی حرف آخر ہیں۔اصولِ حدیث کے ماہرین وائمہ سلف کے مقرر کردہ اصول ان کے خیال میں ناقص و ناکافی ہیں۔

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں غامدی صاحب کا مؤقف یہ بھی ہے کہ زیادہ تر احادیث ایسی ہیں جن کے الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہیں ہیں بلکہ صرف مفہوم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان کردہ ہے جبکہ الفاظ رواۃ حدیث کے اپنے ہیں حالانکہ یہ نقطۂ نظر بھی کسی لحاظ سے مبنی بر حقیقت نہیں۔

وہ لکھتے ہیں:

''اس میں شبہ نہیں کہ حدیث کی روایت زیادہ تر بالمعنیٰ ہوئی ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

وسلم اور آپ کے صحابہ کی زبان اس کے باوجود اس میں اتنی محفوظ ضرور رہی ہے کہ اسے ایک صاحب ذوق بہت حد تک دوسری چیزوں سے الگ پہچان سکتا ہے۔''۲۸

ایک دوسرے مقام پر وہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

''اس میں شبہ نہیں کہ ان میں (احادیث میں) رطب و یابس ہر طرح کی چیزیں شامل ہو گئیں ہیں اور روایت بالمعنیٰ نے بھی باتوں کو کچھ سے کچھ بنا دیا ہے۔''۲۹

مولانا اصلاحی صاحب کی مانند غامدی فکر کے حامل افراد بھی پہلے ایک جگہ کسی چیز کی تردید کرتے ہیں پھر دوسری جگہ اسی چیز کو تسلیم بھی کر لیتے ہیں' مثلاً اصلاحی کی مانند ان کا بھی یہ موقف ہے کہ حدیث و سنت میں زمین و آسمان کا فرق ہے لیکن اس مؤقف کی تردید اشراق کے صفحات پر اس طرح درج ہے۔ ''سنت صرف انہیں چیزوں کو کہا جائے گا جو اصلاً پیغمبر کے قول و فعل اور تقریر و تصویب پر مبنی ہیں''۔۳۰

اندازہ کیجئے کہ موصوف کتنی صفائی سے اپنے سابقہ موقف سے انحراف کر رہے ہیں کہ کبھی تو حدیث و سنت میں زمین و آسمان جیسا بعد قرار دیتے ہیں اور کبھی سنت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول و تقریر پر مبنی تصور کرتے ہیں۔

حدیثِ نبوی کے جدید مفاہیم کا جائزہ لینے کے بعد یہ نتیجہ بآسانی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ جدید معبرین حدیث خود حدیث کے معنی و مفہوم اور اس کے دائرہ کار کے حوالے سے متضاد نظریات کے حامل ہیں لیکن سب کا مقصود و مطلوب حدیث نبوی کا استخفاف ہے۔ اگرچہ ان کے باہم انداز اور واردات کے طریقے مختلف ہیں مگر اغراض و مقاصد میں کافی حد تک مماثلت موجود ہے۔

اس فکر کے حامل افراد بظاہر اپنے آپ کو حدیث و سنت کے قائل باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے معتقدین کو اس مغالطے میں رکھتے ہیں کہ ہم حدیث و سنت کو ایک حقیقتِ ثابتہ تسلیم کرتے ہیں حتیٰ کہ بسا اوقات منکرین و مستشرقین کے تصور حدیث و سنت پر تنقید بھی کرتے دکھائی دیتے ہیں لیکن باتوں ہی باتوں میں وہی کچھ کر جاتے ہیں جو مخالفین حدیث و سنت کا مطلوب ہوتا ہے۔ متجددین کا یہ گروہ حدیث و سنت کو تسلیم کرنے کے باوجود اس کی تشریح و توضیح اس انداز سے کرتا ہے جو جمہور اہل اسلام اور ائمہ حدیث کے وضع کردہ اصولوں کے منافی ہوتی ہے، یہ سنت کو ارتقاء پذیر ثابت کرنے کے لیے حالاتِ زمانہ کے مطابق اس میں ترمیم و تنسیخ کو نہ صرف جائز بلکہ جزوِ سنت تصور کرتے ہیں۔

دراصل جدید تعلیم یافتہ طبقے کے یہ افراد علم الکلام کی رو سے استدلال کی بنیاد صرف عقلی توجیہات کو قرار

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

دیتے ہیں ان کے ہاں حدیث وسنت کے ضمن میں بھی عقلی ومنطقی معروضات ہی زیادہ قابلِ قبول ہیں۔اور اسی تعقل پسندی کا نتیجہ حدیث وسنت کا استخفاف یا انکار ہے جس نے جدید تعبیرات کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ استخفافِ حدیث سے مراد احادیث نبویہ کو کسی لحاظ سے بھی مشکوک تصور کرنا یا قرار دینا ہے،احادیث کے معنی و مفہوم میں غلط تاؤیلات کرنا،مستند احادیث کا کسی بھی انداز انکار کرنا یا ائمہ سلف سے ہٹ کر اپنی مرضی سے احادیث کو ردوقبول کے اصول متعارف کرانا ہے۔ یہ اور اس نوعیت کے تمام انداز دراصل حدیث کے مقام ومرتبہ کو کم کرنے کی مختلف صورتیں ہیں جو موجودہ مسلم معاشروں میں عروج پر ہیں۔

جدید مستخفینِ حدیث کی ایک چال یہ بھی قابل غور ہے کہ وہ حدیث وسنت کے مابین تفریق اور بُعد ثابت کرنے کے لیے اس اجتماعی اور مسلمہ مفہوم میں رخنہ اندازی ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں جو حدیث و سنت کے بارہ میں ابتداءِ اسلام سے اُمت مسلمہ میں قرن در قرن چلا آ رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حدیث وسنت میں اگرچہ لغوی اعتبار سے فرق ہے لیکن کسی بھی اصطلاح کے حقیقی مفہوم میں اس کے ائمہ کی توضیحات ہی زیادہ قابلِ اعتبار تصور کی جاتی ہیں چنانچہ محدثین جو اس فن کے امام ہیں ان کے نزدیک یہ دونوں الفاظ یعنی حدیث وسنت ایک معنی میں استعمال ہوتے ہیں اور درست نظریہ بھی یہی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ امام شاطبی،ابراھیم بن موسیٰ، الموافقات فی اصول الاحکام، وزارة الشؤن الإسلامية والأوقاف، المملكة العربية السعودية،١٤٢٤هـ، ٣١٤/٤

۲۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن،تحریک حدیث،فکرونظر،نومبر۱۹۶۳ء ملخصا،ص۱۴

۳۔ ایضاً،ص ١٥،١٦

۴۔ رامہرمزی،حسین بن عبدالرحمان،المحدث الفاصل بین الراعی والواعی، دارالفکر، بیروت، لبنان ط۱،۱۹۷۱ء

۵۔ ڈاکٹر فضل الرحمان،تحریک حدیث،فکرونظر،نومبر۱۹۶۳ء،ص۱۳

۶۔ احمد بن حنبل،المسند،المکتب الاسلامی،بیروت،لبنان،س ن،۵۸۴/۱،۵۸۴/۱

۶(الف)۔صحیح سنن ابن ماجہ للالبانی،ح۳۴

۷۔ ڈاکٹر فضل الرحمان،تحریک حدیث،فکرونظر،نومبر۱۹۶۳ء،ص۱۳

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۸۔ خطیب بغدادی أبو بکر احمد بن ثابت،الکفایة فی علم الروایة،دار الکتب الحدیثه، القاهره،س۔ن، ص ٩٤

۹۔ ڈاکٹر فضل الرحمان،سنت،فکرونظر ملخصاً، جولائی اگست ۱۹۶۳ء،ص ۱۵

۱۰۔ الحجرات ٤٩:٦

۱۱۔ امام ذهبی،تذکرة الحفاظ،ابی عبدالله محمد بن احمد، دار الکتب العلمیة، بیروت، ١٩٩٨ء، ١/٩

۱۲۔ ایضاً ۱/۱۱

۱۳۔ امین احسن اصلاحی،مبادی تدبر حدیث، فاران فاؤنڈیشن، لاہور،۱۹۹۴ء،ص ۱۹

۱۴۔ شاہ ولی اللّٰہ، احمد بن عبدالرحیم، الانصاف، ص ٨٠، دار النفائس، بیروت، الطبعة الثانیة، ١٤٠٤ھ

۱۵۔ الجزائری، صالح بن احمد، توجیه النظر الی اصول العصر، دار المعرفة، بیروت، س۔ن، ص ٣

۱۶۔ امین احسن اصلاحی،مبادی تدبر حدیث،ص ۱۹،۲۰

۱۷۔ ابن حجر عسقلانی،شرح نخبة الفکر فی مصطلح اهل الأثر،مکتبة الغزالی دمشق، الطبعة الثانیة، ١٩٩٠ء،ص ٧

۱۸۔ امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاستیذان، باب التسلیم،دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض،الطبعة الثانیة، ١٩٩٩ء،رقم الحدیث ٦٢٤٥

۱۹ البقرة ٢: ٤٦　　۲۰۔ النور ٢٤: ١٢　　۲۱۔ النسآء ٤: ١٥٧

۲۲۔ امام راغب، حسن بن محمد ، المفردات فی غریب القرآن،نور محمد اصح المطابع، کراچی، ١٩٦١ء،ص ٣١٩

۲۳۔ ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر،مولانا امین احسن اصلاحی کا نظریہ حدیث، ماہنامہ محدث، اگست ۲۰۰۱ء،ص ۶۰

۲۴۔ جاوید احمد غامدی، میزان، دار الاشراق، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۶۸

۲۵۔ جاوید احمد غامدی، ماہنامہ اشراق، جنوری ۱۹۹۴ء، ص ۷

۲۶۔ جاوید احمد غامدی، میزان، ص ۷۳　　۲۷۔ ایضاً، ۶۹

۲۸۔ غامدی، میزان، ۷۱　　۲۹۔ ایضاً، ۶۲　　۳۰ ایضاً، ۶۵

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.